Ma'ārif-e-Islāmī معارفِ اِسلامی

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.24 Issue: 02 (July – December 2025)
Date of Publication: 26-December 2025
HEC Category, **Y**: (2024-2025)
https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	نابالغ افراد کی سوشل میڈیا سے وابستگی اور معاشرہ پر اُن کے منفی اثرات اسلامی تعلیمات کے تناظر میں *The Engagement of Minors with Social Media and Its Negative Impacts on Society in the context of Islamic teachings.*
Authors & Affiliations	**Naimat Ullah Khan** Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur *naimatmphil@gmail.com*
Dates	***Received*** 23-09-2025 ***Accepted*** 12-10-2025 ***Published*** 26-12-2025
Citation	
Copyright Information	نابالغ افراد کی سوشل میڈیا سے وابستگی اور معاشرہ پر اُن کے منفی اثرات اسلامی تعلیمات کے تناظر میں 2025@ by Naimat Ullah Khan is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)
Islamic Research Index	HJRS HEC Journal Recognition System	تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ	ASIAN Research Index	Academic Resource Index ResearchBib	ATLA American Theological Library Association Religion Database	SIS

نابالغ افراد کی سوشل میڈیا سے وابستگی اور معاشرہ پر اُن کے منفی اثرات اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

The Engagement of Minors with Social Media and Its Negative Impacts on Society in the context of Islamic teachings.

Abstract

This study presents a critical analysis of the engagement of minors with social media and its adverse effects. In contemporary times, modern facilities such as mobile phones and the internet have become an integral part of daily life; however, their misuse and untrained utilization are proving highly detrimental for both family and society. Social media has contributed to the erosion of modesty among the younger generation, the promotion of music and dance, the normalization of immodest dress codes, the prevalence of falsehood, and the diminishing distinction between lawful and unlawful social boundaries. Similarly, the negative influence of visual media, including images and dramas, is distorting the mindset of children and undermining social and moral values. The findings suggest that it is the responsibility of parents to nurture their children in accordance with Islamic principles and to educate them about both the constructive and destructive aspects of modern technologies, thereby fostering the development of a balanced and virtuous society.

Keywords: *Minors, Impacts, Social Media, Society, Moral Values, Islamic Principles.*

تعارف:

ہر ایک چیز جس کے فوائد ہوتے ہیں ساتھ اس کے نقصانات بھی اُسی قدر ہیں۔ نابالغ افراجن کے والدین موجودہ دور میں بچوں کو جدید سہولیات سے متعارف کروارہے ہیں اُنہیں چاہیے کہ بچوں کو ساتھ اس بات کی بھی تربیت دیں کہ وہ ان کے فوائد و نقصات کو سمجھ سکیں۔ اگر بچے اُن سہولیات سے فائدہ اٹھائیں گے تو اس کے نتیجہ میں گھر اور معاشرہ دونوں امن کا گھوارہ ہوں گے ۔اِس کے برعکس اگر بچے اُن سہولیات کا غلط استعمال کریں گے تو نقصان کا ازالہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو گا۔ والدین اگر نابالغ افراد کو موبائل دینا چاہیں تو اُس حساب سے اُنہیں موبائل اور کمپیوٹر کے استعمال کی اجازت دیں جس میں نقصانات کا خدشہ کم سے کم ہو۔ بچوں کی تربیت کو مدِ نظر رکھ کر انہیں انٹرنیٹ تک رسائی دیں تاکہ تربیت پر مثبت اثرات مرتب ہوں۔ اِسی بات کو سامنے رکھ کر راقم معاشرے پر سوشل میڈیا کے اُن منفی اثرات کا تفصیلاً ذکر کرے گا جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے میں زیادہ شامل ہیں۔

1۔ شرم وحیاء کا خاتمہ:

مسلمان ہونے کے ناطے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کی شناخت ہی شرم وحیاء سے ہوتی ہے۔ ایک فرد جو اپنی عزت وو قار کو برقرار رکھنا چاہے تو اس میں شرم وحیاء کو بنیادی عمل دخل ہوتا ہے۔ دین اسلام واحد مذہب ہے جو شرم وحیاء پر زور دیتا ہے۔ سوشل میڈیا کے آنے اور بچوں کے استعمال کرنے کی وجہ سے معاشرے کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ ٹک ٹاک، یوٹیوب، فیس بُک اور انسٹاگرام پر ویڈیوز اور ریلز ایسی ہوتی ہیں جو فحاشی اور بے حیائی کا درس دے رہی ہوتی ہیں۔ نسلِ

نو سوشل میڈیا پر تصاویر، ویڈیوز اور لائیو سٹریمنگ کے ذریعے خود کو نمایاں کرنے کے لیے ایسے انداز اپناتے ہیں جو اسلامی تعلیمات، مشرقی روایات اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِـمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُـمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَـهُـمْ ۚ اِنَّ اللّٰـهَ خَبِيْـرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴿۳۰﴾﴾[1]

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبر دار ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ واضح طور نبی کریم ﷺ کی وساطت سے حکم دے رہا ہے کہ ایمان والے نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اس میں صرف خواتین ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا ذکر ہے ان میں مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے سب شامل ہیں۔ جب معاشرے میں سوشل میڈیا کی وجہ سے بے حیائی عام ہو گی تو معاشرے میں رہنے والی متقی لوگ ایسے ماحول میں گھٹن محسوس کریں گے۔ افرادِ معاشرہ ان چند افراد کی صحیح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے پریشانیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ معاشرہ میں رہنے والا ہر فرد شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے تو ہی امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے والدین کو چاہیے کہ بچوں کو چھوٹی عمر میں موبائل فون اور اس میں موجود سوشل میڈیا ایپس سے دور رکھیں۔ اگر والدین ایسا کرنے کے قابل ہو جائیں گے تو ہی بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق ہو گی۔

بچے جب کسی کام یا بات کی ضد کرتے ہیں تو والدین انہیں موبائل فون پر یوٹیوب یا ٹک ٹاک چلا کر دیتے ہیں جس سے بچہ ان ایپس پر موجود ویڈیوز دیکھتا ہے اور ان ویڈیوز میں نیم برہنہ عورتیں اور مرد ناچ گا رہے ہوتے ہیں۔ بچے جب انہیں دیکھتے ہیں تو خود بھی ویسا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بچے آہستہ آہستہ بے حیائی والے کاموں کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ والدین جب دیکھتے ہیں کہ اب بچوں میں حیاء کا خاتمہ ہو رہا تو وہ بچوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں لیکن تب ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ بچے حیاء کے ساتھ ساتھ دائرہ اسلام سے بھی نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ الْحَيَاءَ وَالإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الآخَرُ۔"[2]

ترجمہ: بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں اس لیے جب ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

اس فرمان نبوی ﷺ سے واضح ہو رہا ہے کہ ایمان اور حیاء اکھٹے رہتے ہیں ان میں سے اگر کوئی ایک نہ رہے تو دوسرا بھی نہیں رہتا۔ بچوں کے ایمان کی حفاظت کرناوالدین کی ذمہ داری ہے۔ بچے جب بے حیائی والے کام سماجی ذرائع ابلاغ سے سیکھیں گے تو وہی کام گھر سے باہر نکل کر بھی کریں گے۔ اس صورت میں بچے والدین کی بدنامی کا باعث ہوں گے اور افرادِ معاشرہ ان کی ایمان سے خالی اور بے حیائی سے بھرپور شخصیت کو یا تو برداشت کریں گے یا وہ بچے فساد کا باعث بنیں گے۔

2۔ گانے سننا اور بجانا:۔

گانوں کی وجہ سے بے حیائی کی ابتداء ہوتی ہے۔ بظاہر تو اسے تفریحی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لیکن اگر معاشرتی، دینی اور اخلاقی پہلوؤں سے دیکھا جائے تو سماج پر اس کے منفی اثرات مثبت اثرات کی نسبت کئی گنا زیادہ ہیں۔ سماجی رابطوں سے متعلق ایپس کی بنیاد ہی گانوں پر ہے۔ اگر ٹک ٹاک کو لیا جائے تو اس کا چائنہ کی زبان میں نام ڈوئن ہے جس کا مطلب تھرتھراتی ہوئی آواز ہے۔ گانے اور ناچ جنسی جذبات کو بھڑکانے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

دین اسلام واضح طور اس بات سے منع کرتا ہے کہ کوئی بھی مسلمان شراب، شباب اور گانا بجانے کے پاس بھی نہ جائے۔ گھر میں والدین اولاد کو بچپن ہی سے اگر گانے سننے اور گانا گانے پر سختی سے منع کریں تو جہاں برائیوں کی ابتداء ہونے لگتی ہے وہیں پر ان برائیوں کے مزید پھیلنے کی بجائے جڑ سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کو دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ۱۵ چیزیں ایسی ہیں جو امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ ان حرام چیزوں میں گانا بجانے والی لونڈیاں رکھنا اور اور گانا بجانے والے آلات رکھنا بھی شامل ہیں۔ [۲۳]

قبل از اسلام گانے بجانے کا عمل عروج پر تھا۔ اسی طرح عصرِ حاضر میں ہر جگہ گانے بجانے کا عمل جاری ہے اور لوگ اس سے لطف اٹھاتے ہیں جبکہ دین اسلام اس سے منع کرتا ہے اور سخت وعید سناتا ہے۔ کوئی شادی کا فنکشن ہو تو وہاں گانا گانے والے اور ساتھ ناچنے والی نوجوان لڑکیاں بلائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے قریبی رہائش پزیر افراد بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ اُن محافل میں موجود نابالغ افراد خصوصاً اُن اثرات سے متاثر ہوتے ہیں جیسا ماحول گانے اور ناچ میں دیکھتے ہیں۔ شادیوں پر جس طرح کے گانے اور ماحول ہوتا ہے اس سے متعلق انصار زبیر محمدی لکھتے ہیں:

> "آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے انعقاد پر پیش کیئے جانے والے گانے اور ریڈیو و ٹیلی وژن پر نشر کیئے جانے والے بیشتر گانے عشق و محبت، بوس و کنار، محبوب سے ملاقات، معشوق کے جسم و چہرہ اور خدوخال کے تذکرے کے علاوہ جنسی معاملات سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اُن گانوں کی وجہ سے نابالغ افراد کے

جذبات ابھرتے ہیں اور جوش جوانی طوفان مچلنے لگتا ہے جس کی وجہ سے فحاشی کے
سیلاب میں بہنے لگتے ہیں۔"[۴]

اِس وقت ہر گھر، گلی اور محلے میں ایسے افراد موجود ہیں جو سوشل میڈیا ایپس کے ساتھ ٹیلی وژن پر نشر ہونے والے ڈرامے اور فلمیں دیکھتے ہیں اور مشہور ہونے کے لالچ میں اخلاقیات سے گری ہوئی حرکتیں کرتے ہیں۔ ٹک ٹاک، فیس بک اور یوٹیوب پر جانے والی ویڈیوز میں گانوں پر رقص کرنے والوں کی زیادہ تعداد نابالغ افراد پر مشتمل ہے جن کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے۔ اُن کا مقصد صرف اور صرف مشہور ہونا ہوتا ہے اُس کے علاوہ انہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس برائی میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے افراد ہیں جو باقاعدہ طور پر فخر سے بتاتے ہیں کہ گانا بجانے میں انہیں والدین کی معاونت حاصل رہتی ہے اور والدین بھی ان کی باتوں پر رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں گانے بجانے اور گانا گانے کا رجحان بچوں کے اخلاق، کردار اور دینی وابستگیوں کو ختم کر رہا ہے۔ اس سے صرف ایک فرد ہی متاثر نہیں ہو رہا بلکہ وہ معاشرہ کے افراد کو بھی بے راہ روی میں مبتلا کر رہا ہے۔ والدین بچوں کو دینی ماحول فراہم کریں اور گانے بجانے سے متعلق اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے واقفیت دیں کہ گانا بجانا دنیا اور آخرت میں ناکامی کا ذریعہ ہے۔ بچوں کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں ان کے ذہن کی نشوونما ہو اور وہ نیکی کے راستوں کا انتخاب کریں تاکہ وہ خود بھی باحیاء اور بااخلاق ہوں ساتھ ایک اچھا معاشرہ بھی تشکیل پا سکے۔

3۔ غیر اخلاقی لباس کی تشہیر:۔

لباس کو اسلامی معاشرے میں دیگر باتوں کی طرح بہت اہمیت حاصل ہے۔ لباس کے ذریعہ ہی انسان کی شخصیت اور نفاست دوسرے کے سامنے ظاہر ہوتی ہے۔ دین اسلام میں لباس کا مقصد صرف یہ نہیں کہ جسم ڈھانپ لیا جائے بلکہ شرم و حیاء، تہذیب اور پاکیزگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن سماجی ذرائع ابلاغ نے یہ سب کچھ ختم کر دیا ہے اور جدید زمانے میں ایسا لباس متعارف کروایا ہے جو لباس تو ہے لیکن اُس لباس میں شرم و حیاء جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ نئی نسل سوشل میڈیا پر موجود تصاویر اور ویڈیوز کو دیکھ کر ہی کپڑے خریدنے اور پہننے لگے ہیں جس میں بے حیائی پر مبنی لباس کی نمائش ہوتی ہے۔

فیس بک، واٹس ایپ اور یوٹیوب مسلسل فیشن کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ فیشن صرف لباس تک ہی محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو چکا ہے۔ اس کے شکار خواتین اور مرد دونوں ہیں۔ اب ایسے کپڑے انہی ایپس کے ساتھ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے متعارف ہو رہے ہیں جن میں مرد اور عورت کے کپڑوں کا فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے سے انسان قاصر ہوتا ہے کہ جو کپڑے دکھائے جا رہے ہیں وہ کپڑے مرد کے لیے ہیں یا عورت کے لیے ہیں۔ لڑکوں کی

طرح لڑکیاں جب تک بالغ نہیں ہو جاتی تب تک نہ ان کے لیے پردہ ہے اور نہ ستر لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں لیا جا سکتا کہ انہیں کپڑے نہ پہنائے جائیں بلکہ مناسب لباس دیا جائے جس سے ان کی شناخت ہو سکے کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔ قرآن مجید میں خصوصاً عورتوں کے لباس سے متعلق آیا ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْـهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴿٣١﴾﴾ ۵

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے ظاہر ہو اور اپنے سینوں پر دوپٹہ اوڑھ لیا کریں۔

اس آیت مبارکہ میں نگاہوں کی اور عزت کے حفاظت کے بعد واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ایمان والی عورتیں اپنے سینوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ سینے کا ڈھانپنا لباس کے ساتھ ہے اور اگر لباس ہی ایسا ہو کہ سینہ نظر آئے تو وہ لباس نہیں اور نہ جسم کا پردہ ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا معاشرہ اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے کہ اس میں ایسے لباس کے ساتھ گھر سے باہر نکلا جائے جو پردہ کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اب تو باقاعدہ طور پر واٹس ایپ بزنس، واٹس ایپ، فیس بک، انسٹا گرام اور تھریڈز پر ایسے لباس کی اشاعت دیکھنے کو ملتی ہے جو کہ ظاہراً لباس ہے لیکن وہ اسلام کے بتائے ہوئے لباس کے اصولوں پر پورا اترنے سے قاصر ہے۔

سماجی ذرائع ابلاغ میں جتنی بھی خواتین تصاویر اور ویڈیوز میں نظر آتی ہیں وہ سب تقریباً برہنہ ہوتی ہیں اور جسم کے ساتھ دوپٹا تک نہیں ہوتا۔ اُن کا لباس اس قدر باریک ہوتا ہے جس میں سے جسم نمایاں ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسا لباس مسلمان عورتوں کا نہیں ہوتا۔ ایسے لباس کی نہ ہی اسلامی تعلیمات میں جگہ ہے اور نہ اسلامی معاشرے میں کوئی ایسے لباس کو قبول کرتا ہے۔ جو عورتیں ایسا لباس استعمال کرتی ہیں ان کے بارے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔" ۶

ترجمہ: اور وہ عورتیں جو کپڑے پہنے اور برہنہ ہوں برائی کی طرف مائل ہوں اور دوسروں کو اس کی طرف مائل کرتی ہوں، ان کے سر اونٹوں کے کوہان کی طرح جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ اس کی خوشبو سونگھیں گی اگرچہ اس کی خوشبو اتنی دور سے بھی مل سکتی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ میں ایسی عورتیں کا ذکر ہے جو کپڑے پہن کر بھی برہنہ رہتی ہیں وہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو تک حاصل کر سکیں گی۔ اسی بات کو مدِ نظر رکھ کر موجودہ دور میں والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی اس انداز میں تربیت کریں جو اسلامی اصولوں پر پورا اترتی ہوں۔ معاشرہ اُن افراد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اپنا ظاہر اور باطن اسلامی تعلیمات کو مدِ نظر رکھ کر بناتے ہیں۔ اگر فیشن کے نام پر بے حیائی ہو گی تو وہ معاشرہ میں بگاڑ کا سبب بنے گی جس کی وجہ پاکیزگی اور شرافت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

4۔ حسب نسب کا بدلنا:

بچے جو سیکھتے ہیں وہی باتیں کرتے بھی ہیں اور عملی طور پر اُن افعال کو دہراتے ہیں۔ ٹی وی اور موبائل فون پر ڈراموں اور مختصر ویڈیوز میں بعض دفعہ کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں فرضی رشتے بنائے جاتے ہیں۔ اُس کے علاوہ حسب نسب بھی بدل دیا جاتا ہے جو کہ نابالغ افراد کے ذہنوں پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے۔ یہ بُرا اثر بہت سے بُرے نتائج کا سامنا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ والدین بچوں کی تربیت میں اس بات کو ضرور مدِ نظر رکھیں کہ بچے اپنے نسب سے واقف ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ نسب کسی بھی فرد کی پہچان ہوتا ہے اور اسے فطری حقیقت کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے۔ نسب پر نہ اترانا چاہیے اور نہ ہی شرمندہ ہونا چاہیے بلکہ یہ تو صرف فرد کی پہچان کے لیے ہوتا ہے کہ ان کا کس خاندان سے تعلق ہے۔ والدین بچوں کو اس بات سے روشناس کرائیں کہ نسب تو صرف ایک شناخت ہے اصل فضیلت کا انحصار تقویٰ پر ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿يَآ اَيُّـهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْـرَمَكُمْ عِنْدَ اللّـٰهِ اَتْقَاكُمْ ۚ اِنَّ اللّـٰهَ عَلِيْـمٌ خَبِيْـرٌ ﴿١٣﴾﴾ [۷]

ترجمہ: اے لوگو، بیشک ہم نے تمھیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمھیں قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم

میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو شرعی لحاظ سے مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ اُس نے خاندان اور قبائل صرف پہچان کے لیے بنائے ہیں تاکہ ان کی پہچان ہو سکے لیکن جو برتری کا معیار رکھا ہے اس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیز گاری پر ہے۔ موجودہ دور میں سب کچھ اس کے برعکس ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے خلاف ہے۔ اس سے معاشرہ بھی بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ اسلام میں رشتہ داری اور پہچان کے لیے ہی نسب کو رکھا گیا ہے اگر اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی تو معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو گا۔ نسب کی شرعی اور معاشرتی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیصل احمد ندوی بھٹکلی لکھتے ہیں:

"نسب کی اہمیت سماجی لحاظ سے بھی ہے اور شرعی لحاظ سے بھی ہے۔ خاندانی نظام کی بنیاد نسب پر ہی قائم ہے۔ اس کے فقدان سے آج یورپ وامریکہ میں خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ نسب کی وجہ سے ہی افراد ایک دوسرے سے جڑتے ہیں، رشتے وابستہ ہوتے ہیں، خاندان باہم زیر و شکر ہوتے ہیں اور محبت و شفقت ، رحم و کرم، ہمدردی اور بھائی چارگی والا معاشرہ قائم ہوتا ہے اور صالح تمدن وجود میں آتا ہے۔"[۸]

افرادِ معاشرہ کا موجودہ دور میں رویہ ایسا ہے کہ جہاں اونچے حسب نسب والوں کو اعلیٰ مقام دیا جاتا ہے اور جن کا حسب نسب زیادہ اچھا نہیں ہوتا انہیں ہندوؤں کی طرح اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ جن کا نسب اچھے خاندان سے نہیں ہوتا انہیں معاشرہ میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے اور جن کا نسب اچھا ہوتا ہے ان کی حد سے زیادہ تعظیم اور اکرام کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو نسب میں زیادہ اعلیٰ مقام نہیں رکھتے وہ نقل مکانی کر جاتے ہیں اور جس نئی جگہ جاتے ہیں وہاں نئے نسب سے لوگوں میں متعارف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ انہیں عزت دیتے ہیں۔

بچے جب سوشل میڈیا سے سیکھیں گے کہ ایک بندہ اپنا نسب تبدیل کر کے خود کو کسی اور خاندان سے جوڑ رہا ہے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ کوئی اچھا کام ہے۔ اس کے بعد وہ بھی جب باہر نکلیں گے اور افرادِ معاشرہ سے ان کا واسطہ پڑے گا تو بچے خود کو اپنے پسندیدہ خاندان کی طرف منسوب کر کے خواہش کریں گے کہ انہیں اس نسب سے بلایا جائے جسے وہ پسند کرتے ہیں۔ افرادِ معاشرہ اس اچانک تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے یہ خیال کریں گے کہ والدین بچوں کی تربیت ایسی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنے خاندان تبدیل کرنا پڑ رہا ہے۔ اُس کی وجہ سے علماء کرام فتوے بھی دیں گے اور معاشرہ میں بھی اس بات

کو ناپسند کیا جائے گا جس کی وجہ سے معاشرہ کا ماحول ناخوشگوار ہو گا۔ حدیث مبارکہ میں نسب کی تبدیلی سے متعلق وعیدیوں بیان کی گئی ہے:

"مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔"9

ترجمہ: جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں ان افراد کے لیے جنت کو حرام قرار دیا گیا ہے جو کہ جاننے کے باوجود اپنے والد کے علاوہ خود کو کسی اور کی طرف منسوب کریں۔ اس حدیث کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ والد کو تبدیل کرنا مطلب اپنا نسب تبدیل کرنا ہے۔ جو کوئی بھی ایسا کرے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو گا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جانے والے جنت جیسے عظیم انعام سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اس لیے سوشل میڈیا کے استعمال میں بچوں کو احتیاط کروانی چاہیے اور والدین باقاعدہ طور پر اُن کی حرکات پر نظر رکھیں۔ موجودہ دور میں تمام برائیوں کی جڑ سوشل میڈیا سے نکل رہی ہیں جن پر قابو پانا بہت ضروری ہے۔

5۔ جھوٹ کا عام ہونا:۔

سوشل میڈیا موجودہ دور میں معلومات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ان معلومات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتے ہیں جو سوشل میڈیا سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ جھوٹ، افواہوں اور غلط معلومات پر مبنی ہوتی ہیں کیونکہ ان کا مقصد ہی صرف عوام الناس کی توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ دین اسلام نے جھوٹ کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور جو بھی جھوٹ بولے گا وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۝۱۰۵﴾ 10

ترجمہ: اللہ کی آیات پر صرف وہی لوگ ایمان نہیں لاتے جو جھوٹ گھڑتے ہیں اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں جھوٹ کی مذمت میں کہا گیا ہے کہ جھوٹ صرف وہی بولتے ہیں جو خدا پر یقین نہیں رکھتے اس لیے جو بھی بات کی جائے اس میں سچائی ہونی چاہیے۔ بچوں کو والدین یہ بات واضح طور پر سکھائیں کہ جب وہ سوشل میڈیا ایپس کا استعمال کریں تو اُس پہ موجود ہر بات کا یقین نہ کریں کیونکہ اُن میں سچائی کم اور جھوٹ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور

طریقہ بھی ہے جس کے ذریعہ جھوٹ بولا جاتا ہے جو کہ بہت زیادہ استعمال بھی ہو رہا ہے وہ یہ کہ لوگوں کو ہنسانے اور لطف دینے کے لیے جھوٹ بولا جاتا ہے تو والدین بچوں کو ساتھ ساتھ بتائیں کہ ان باتوں کا حقیقت کے ساتھ کس حد تک تعلق ہے۔ اس میں باقاعدہ طور پر پروگرام آتے ہیں اور انہیں بہت شوق سے بچے اور بڑے مل کر دیکھتے ہیں جو کہ جھوٹ اور بے بنیاد باتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ اُن پروگراموں میں باتوں کے ساتھ ہاتھ اور جسم کے دوسرے اعضاء کے اشارے بھی دیئے جاتے ہیں جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ دل کھول کر لطف اندوز ہوں اور اُنہیں داد دیں۔

بچے جب والدین کے ساتھ بیٹھ کر جھوٹ پر مبنی پروگرام دیکھیں گے تو ان پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ بچے جب گھر سے باہر نکلیں گے تو افرادِ معاشرہ کے ساتھ واسطہ پڑے گا تو بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہوں گی۔ بچے جب سیاسی، مذہبی یا تفریحی پروگرام دیکھ کر باہر نکلیں گے اور انہی جھوٹے پروگراموں کی بنیاد پر لوگوں سے بحث کریں گے تو معاشرہ میں بہت زیادہ بگاڑ بنے گا۔ جب کسی کے ساتھ بھی بحث کی جائے گی تو جھوٹی معلومات کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوں گے اور وہ اختلاف لڑائی جھگڑے کا باعث بنیں گے۔

اکثر خبریں جو تصدیق کیئے لوگ ایک دوسرے کو موبائل فون پر بھیجتے رہتے ہیں۔ بچوں کو جب ایک بات پسند آتی ہے تو وہ بغیر کسی سے پوچھے اور اُس کی حقیقت کو سمجھے اپنے دوستوں کے ساتھ شیئر کر دیتے ہیں۔ ان باتوں میں جو زیادہ شیئر کی جاتی ہیں اُن کا تعلق اسلامی معلومات سے ہوتا ہے۔ اس لیے واضح طور پر اسلامی تعلیمات میں یہ بات موجود ہے کہ جو بات بھی تم تک پہنچے اس کی تصدیق لازمی کی جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُـوٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَـةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْـتُـمْ نَادِمِيْنَ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا بیٹھو اور اپنے کیے پر پشیمان ہو جاؤ۔

قرآن مجید میں واضح طور پر اس بات کی وضاحت صاف الفاظ میں کی گئی ہے کہ اگر کوئی بھی خبر موصول ہو تو جب تک اس کی تصدیق نہ کر لی جائے نہ اُس کی اشاعت کی جائے اور نہ ہی اُس پر عمل کیا جائے یہاں تک اُس بات کی تصدیق نہ ہو جائے کہ وہ کس حد تک درست ہے۔ جھوٹ کو روکنے کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے کہ متعلقہ بات کی چھان بین کر لی جائے اگر جھوٹی ہو تو مزید نہ پھیلے گی اور اگر لوگوں کے لیے مفید ہو تو انہیں ضروری بتائی جائے۔ معاشرہ میں جھوٹ کے پھیلاؤ کا موجودہ

دور میں سب سے بڑا ذریعہ سوشل میڈیا ہی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو جھوٹی باتوں سے اجتناب کر کے ان کی نشاندہی کی جائے تاکہ انسان خود بھی اور دوسرے بھی اُس بات کے نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

6۔ تصاویر کی قباحتیں:۔

اسلامی نقطہ نظر سے تصویر بنانا حرام ہے اگر اس کی تاویلیں لی جائیں تو کہیں دور کوئی نہ کوئی جائز صورت نکلتی ہے۔ ویڈیو بھی تصویر کی ہی شکل ہے جو کہ ناجائز ہے۔ موجودہ دور میں انسان اتنی ترقی کر گیا ہے جتنی آج سے پہلے کبھی نہ کی تھی۔ بعض جاندار کی تصویر کو حرام قرار دیتے ہیں اور بے جان کی تصویر کو جائز لیکن کچھ فقہاء کرام کسی صورت میں بھی تصویر کو جائز قرار نہیں دیتے ۔ان کے نزدیک تصویر ہر صورت میں ناجائز ہے۔ تصویروں کو لگانے اور رکھنے میں کوئی فرق نہیں۔ قرآن وحدیث میں مختلف انداز سے تصاویر اور مجسمہ سازی کی ممانعت کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ﴿۵۲﴾﴾ [۱۲]

ترجمہ: جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کون سی مورتیاں ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم کو مخاطب کر کے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم جن مورتیوں کو پوجتے ہو ان کی حقیقت کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ تصاویر اور مجسموں کی بہت زیادہ عبادت کی جاتی تھی لیکن آپ ﷺ کی آمد کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور حق کی آواز بلند ہونے لگی۔ اگر موجودہ دور میں دیکھا جائے تو سوشل میڈیا پر مکمل کام ہی تصویروں اور ویڈیوز پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر عمر کے افراد کا گروہ کام کرتا ہے۔ چھوٹے بچوں سے لے کر بزرگوں تک سب ٹی وی کی زینت بنے ہوئے ہیں اور مختلف پروگراموں میں مختلف کردار ادا کر رہے ہیں۔

سوشل میڈیا پر موجود افراد جو اپنی تصاویر اور ویڈیوز بناتے ہیں انہیں اُن کی ممانعت کے بارے میں علم ہی نہیں کہ ویڈیوز اور تصویر بنانا دین اسلام میں کیسا عمل ہے۔ نہ انہیں والدین اس بات سے آگاہی دیتے ہیں اور نہ ہی علماء کرام کہ تصویر بنانا دین اسلام میں ناجائز عمل ہے۔ تصاویر اور ویڈیوز دیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ موبائل فون، کمپیوٹر اور ٹی وی موجود ہو۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہمارا مقصد صرف معلومات کا حصول ہے تو اس کے لیے ریڈیو بھی اپنی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا، فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ۔"[۳۱]

ترجمہ: جو کوئی تصویر بناتا ہے خدا اسے اس وقت تک سزا دیتا ہے جب تک کہ وہ اس میں زندگی نہ پھونک دے، اور وہ ایسا کبھی نہیں کر سکے گا وہ شخص شدید سوجن سے سوج گیا اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

موجودہ دور میں تصاویر کے حلال اور حرام ہونے سے متعلق جو دلیلیں دے کر تصویر کو حلال قرار دیا جاتا ہے ان کے بارے بھی مختلف علماء کرام کے مختلف فتوے ہیں۔ جس تصویر کا سایہ بنتا ہے وہ حرام ہے اور جس کا نہیں بنتا وہ حلال ہیں لیکن آپ ﷺ کے فرمان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا اس میں روح پھونکے جو کہ ایک انسان کے لیے ناممکن کام ہے۔ اس حساب سے بعض علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں تمام قسم کی تصاویر حرام ہیں۔ اس حوالہ سے محمد زکریا لکھتے ہیں:

"مصوری اور فوٹو گرافی عمل ان کبیرہ گناہوں سے ہے جن پر جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ یہ حکم تصویروں کی ان تمام اقسام پر لاگو ہوتا ہے چاہے کسی تصویر کا سایہ ہو یا نہ ہو۔"[۳۲]

تمام مسائل جو عصرِ حاضر میں اپنے نتائج کے حساب سے نقصان دہ ہیں ان میں سب سے زیادہ فسادات پر مبنی تصاویر اور ویڈیوز ہیں۔ ہر شخص موبائل فون جیسی سہولت سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور تصاویر بنانا ایک عام سی بات ہے لیکن اس کے نقصانات دینی اور دنیاوی لحاظ سے بہت زیادہ ہیں۔ والدین بچوں کو موجودہ دور میں اس بات کی تعلیم دیں کہ تصویر کی حقیقت کیا ہے اور دین اسلام میں اس کے بارے کیا احکامات موجود ہیں۔ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو ضروری دینی علوم سے واقفیت دلانا بھی اشد ضروری ہے۔ دین اسلام میں تو سب سے بڑی وعید جنت سے دوری اور جہنم میں داخلہ ہے لیکن دنیا میں اس کے نقصانات الگ ہیں۔ ایک فرد جو باہر اپنی یا کسی عزیز کی تصویر یا ویڈیو بنا رہا ہوتا ہے پیچھے راہ چلتی کسی ایسی خاتون کی تصویر آ جائے جو اس عمل کو ناپسند کرتی ہوں تو ایسا معاملہ فساد کی شکل اختیار کر لے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کو تصویر کے فوائد و نقصانات کے ساتھ تصویر بنانے یا نہ بنانے سے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کریں۔

7۔ محرم اور غیر محرم کے فرق کا خاتمہ:۔

سوشل میڈیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں مرد وزن کی تصاویر اور ان کی ویڈیوز پیش کی جاتی ہیں جن میں وہ چلتے پھرتے اور مختلف امور سرانجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بچے جب سوشل میڈیا پر موجود اداکاروں کو اُن کی اداکاری کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح وہ کر رہے ہیں ہمیں بھی ویسا ہی کرنا چاہیے۔ اس میں بچے زندگی کے ہر مرحلے میں چاہے کھانا پینا ہو، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، بات کرنا اور رویوں سے بھی متاثر ہو کر ویسا ہی عملی زندگی میں کرتے ہیں جیسے وہ اداکاری میں کر رہے ہوتے ہیں۔

دین اسلام نے انسان کے لیے کچھ ایسے متبرک رشتے رکھے ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں۔ ان رشتوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ حیاء اور رشتوں کی پاکیزگی برقرار رہ سکے۔ اُن رشتوں کی دو اقسام محرم اور غیر محرم رشتے ہیں۔ والدین کے لیے بہت ہی ضروری ہے کہ اس فتنوں اور بے حیائی سے بھرپور دور میں بچوں کو اس بات سے واقفیت دیں کہ اُن کے لیے محرم اور غیر محرم رشتے کونسے ہیں۔ دینی تعلیمات کی روشنی میں تعلیم وتربیت کی مثال رسول اللہ ﷺ کے گھر سے محرم اور غیر محرم کی پہچان یوں کروائی گئی ہے:

"عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ،قَالَتْ:" كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟"[۱۵]

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتومؓ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" : کیا تم دونوں نابینا ہو! تم اسے نہیں دیکھ رہی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں جیسے اپنے گھر والوں کی غیر محرم سے پردہ کرنے کی تلقین فرمائی وہ ہمارے لیے نمونہ ہے کہ اگر اگلا فرد جو نامحرم ہو چاہے اسے نظر آتا ہو یا نہ نظر آتا ہوں ہمیں خود کی نظروں کو قابو رکھنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ بچوں کو اس بات کی سمجھ اور فرق دینا انتہائی ضروری ہے کہ ان کے لیے کونسے رشتے محرم اور

کون سے رشتے نامحرم ہیں۔ اگر بچوں کو اِس ابتدائی بات کی سوجھ بوجھ ہی نہ ہو گی تو وہ اپنے لیے اچھے اور بُرے کی پہچان کرنے سے قاصر ہوں گے۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا اور اس کے اثرات خصوصاً ایسے معاملات میں جن کے اندر محرم اور نامحرم کا فرق ختم ہو چکا ہے۔ بچوں کی اسلامی شعائر کو مدِ نظر رکھ کر تربیت کرنا انتہائی مشکل کام بن چکا ہے۔ بچے جب موبائل پر سوشل میڈیا ایپس کھول کر دیکھتے ہیں کہ فلاں لڑکی اور لڑکا مل کر ویڈیوز بناتے ہیں جبکہ ان کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں محض دوست ہیں اور مشہور ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت حال کو دیکھ کر وہ بھی کوشش کریں گے کہ ہم بھی ایسے ہتھکنڈے استعمال کر کے مشہور ہو سکتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے تو والدین بچوں کو ایسے ایپس اور ویڈیوز سے بچائیں۔ اگر ایسا ممکن نہیں تو کم از کم ان کی تربیت اسلامی اصولوں پر کریں جن کی وجہ سے کچھ حد تک توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسی برائیوں سے بچ سکیں گے۔

معاشرہ اچھا اس وقت ہوتا ہے جب افرادِ معاشرہ خود کو سدھاریں اور اسلامی قوانین کی پابندی کریں۔ اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرہ پاکیزہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت اسلامی قوانین کے مطابق ہو اور انہیں اچھے برے اور محرم نامحرم کے فرق کا پتا ہو۔ اگر بچے سنِ بلوغت کو پہنچیں یا اس سے پہلے جب ان میں جوانی کے اثار واضح ہوں تو ان میں اتنا شعور ہو کہ ان کے لیے کونسا رشتہ محرم اور کونسا نامحرم ہے اور انہیں اپنی پاکیزگی اور شرم و حیاء کو کیسے برقرار رکھنا ہے۔ اگر یہ تمام عوامل نہ ہوں گے تو اس کے نتیجہ میں معاشرہ شرم و حیاء سے خالی ہو گا اور اس کے افراد زنا، بے شرمی اور بے حیائی سے بھرپور معاشرہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے دین و دنیا سے فارغ ہوں گے۔

8۔ مشابہت اختیار کرنا:۔

بچے سماجی ذرائع ابلاغ کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے مشابہت کے عمل میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔ جو بھی ڈراموں یا مختصر ویڈیوز میں کردار دکھائے جاتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ موجودہ دور میں سب سے زیادہ ٹک ٹاک ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی مشابہت کرتے ہیں۔ یہ کفر کی چالوں میں سے ایک چال ہے جس کا مقصد بچوں کو ابتدائی عمر سے ہی ایسی راہ پہ لگانا ہے جس کی وجہ سے اگر وہ لڑکا ہے تو اپنی مردانگی کو صنف نازک میں تبدیل کرے جس کی وجہ سے وہ زنانہ پن میں رہے گا۔ اس کے برعکس اگر لڑکی ہے تو وہ خود کو رعب دار بنانے کی کوشش کرے گی لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ والدین کے لیے اس معاملہ میں ضروری ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں خود کو اس قابل بنائیں کی ان کی جو صنف ہے اس میں ہی وہ اپنے جاہ و جلال اور نزاکت کو برقرار رکھیں۔ مشابہت کے حوالہ سے ابو درداء لکھتے ہیں:

"تربیت کرنے والوں کے لیے مناسب ہے کہ اس خطرناک مرض سے بچے کو متنبہ کرے جو پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ خصوصاً ذرائع ابلاغ جس میں اخبار، ریڈیو، ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ وغیرہ عجیب و غریب سیریل پیش کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر بچے متاثر ہوتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی روکنے والا نہ ہو تو بُرے لوگوں کی طرح وضع قطع بھی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔"[16]

یہ ذرائع ابلاغ ہی ہیں جو بچوں کو غلط راہ پہ لگانے کی مکمل ذمہ داری لیے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ والدین بھی بخوبی بچوں کو وہ سہولیات فراہم کرنے میں مگن ہیں جن کی وجہ سے بچے غلط معلومات تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ وقت اس قدر نازک موڑ پہ ہے کہ والدین انجانے میں بچوں کو انتہائی غلط راہ پر لگا کر ان کی غیر مناسب تربیت کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ اُن کے اس نہ معلوم عمل کی وجہ سے بچے جن ایپس کا استعمال کر رہے ہیں وہ ایپس انہیں سیدھے رستے سے ہٹا کر انتہائی نامناسب رستے پہ لگا چکے ہیں اور اس میں واپسی ناممکن نظر آتی ہیں۔ بچے جب شروع میں مخالف جنس کی مشابہت کرتے ہیں تو والدین مذاق سمجھ کر یا تفریح سمجھ کر ٹال دیتے ہیں لیکن جب آہستہ آہستہ بچوں کی عادت بنتی ہے تو انہیں سیدھے رستے پہ لانا انتہائی مشکل ہو تا ہے۔ مشابہت اختیار کرنے والوں سے متعلق حدیث مبارکہ ہے:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔"[17]

ترجمہ: جس نے عورتوں میں سے مردوں کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں اور نہ ہی وہ جو مردوں میں سے عورتوں کی مشابہت کرتا ہے۔

اس فرمانِ نبوی ﷺ میں عورتوں کی مردوں اور مردوں کو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے اور واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جو ایسا کرے گا وہ امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہے۔ وہ مسلمان ہی نہیں اور نہ اسے مسلمان کہلوانے کا حق حاصل ہے۔ اگر بچوں کی تربیت دینی ماحول میں رہ کر کی جائے گی تو والدین بچوں کی اصلاح میں زیادہ مشکلات کا شکار نہ ہوں گے اس کے برعکس اگر والدین جدید دور کو لے کر چلیں گے تو بچے بھی انہی کی ذہنیت پر ہوں گے جس کے نتیجہ میں والدین کو اصلاح کرنے میں مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مشابہت کی اشکال میں سب سے زیادہ موجودہ دور میں جس مشابہت سے نوجوان متاثر ہو رہے ہیں وہ جنسی اعتبار سے تبدیلی ہے یعنی کہ جو لڑکے ہیں وہ لڑکیوں جیسے بن رہے ہیں اور لڑکیاں لڑکوں جیسی عادات اپنا رہی ہیں۔ نوجوان اپنی اصلیت کو

بھول کر جنس کی تبدیلی میں لگے ہوئے ہیں۔ سوشل میڈیا پر درجنوں ایسے لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں جو باقاعدہ طور ویڈیوز بنا کر انہیں مختلف کھاتوں میں داخل کرتے ہیں اور بچے، بڑے سب انہیں دیکھتے ہیں۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ افراد اس میں ناہی شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ اس جنسی تشخص کی وضاحت کے حوالہ سے ام عبد منیب لکھتی ہیں:

"جنسی تشخص کا عارضہ نوجونوں میں پایا جاتا ہے۔ اس میں مبتلا فرد جنسی انفرادیت کھو دیتا ہے۔ لڑکی ہونے کی صورت میں وہ لڑکوں جیسے رویے، لباس اور عادات و اطوار اپنا لیتی ہے اور لڑکا ہونے کی صورت میں وہ نسانی رویے، چال ڈھال، پوشاک اور بناؤ سنگھار اپنا لیتا ہے۔ اس کی عام قسم وہ ہے جس میں نوجوان لڑکے نسوانیت کا لبادہ اوڑھے نظر آتے ہیں۔ تاہم یہ عارضہ لڑکیوں میں بھی ہو سکتا ہے۔"[۱۸]

موجودہ دور میں سب سے زیادہ یہ عمل لڑکے اور لڑکیوں میں پایا جارہا ہے کہ وہ اپنی صنف تبدیل کر ایک دوسرے کی مخالف جنس کے خواہش مند ہیں۔ یہ عمل دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے اور معاشرہ میں ان کی اصلاح کرنے والا کوئی فرد موجود نہیں جو انہیں سیدھے رستے پہ لا سکے۔ اس معاملہ میں والدین کو چاہیے کہ وہ دینی تعلیمات کو سامنے رکھ کر بچوں کی شروع سے ہی تربیت ایسی کریں کہ بعد میں پچھتاوانہ ہو۔ والدین اور معاشرہ دونوں بچوں کی اصلاح اور خود کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ بچوں کو سوشل میڈیا سے خصوصاً ایسے عوامل سے دور رکھیں جو ان کی تربیت پر بُرے اثرات ڈال رہے ہیں۔ اس کے ساتھ افرادِ معاشرہ ایسی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھیں جو بچوں کو بگاڑ رہی ہیں جیسے کہ اگر افرادِ معاشرہ میں سے کوئی ایک فرد بھی اپنی مشابہت تبدیل کر رہا ہے یا اس کے آثار شروع ہو رہے ہیں تو ابتداء میں ہی انہیں ختم کر دیں تاکہ معاشرہ ایسی برائیوں سے دور رہے۔

9۔ بے حیائی کا فروغ:۔

بے حیائی ایک ایسا عمل ہے جس سے زنا کا راستہ آسان ہوتا ہے۔ بے حیائی معاشرتی مسائل کے ساتھ ساتھ اخلاقی مسائل پیدا کرنے میں بھی پیش پیش ہے۔ اگر موجودہ دور میں دیکھا جائے تو بچوں کو اوئل عمر سے ہی ایسے آلات میسر ہیں جو ان کے جنسی جذبات کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ بے حیائی کے طریقہ کار سے واقفیت دے رہے ہیں۔ جو عناصر بچوں میں بے حیائی کو پھیلا رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ کردار سوشل میڈیا کی ان ایپس کا ہے جو روزانہ کی بنیاد پر ہمارے موبائل فونز میں بہت زیادہ استعمال ہو رہی ہیں۔ ان میں یوٹیوب، ٹک ٹاک، فیس بُک اور واٹس ایپ کے وہ گروپس ہیں جو ویڈیوز میں ننگا ناچ اور فحش

پر مبنی پیغامات کی ترسیل کرتے ہیں۔ یہ وہ عناصر ہیں جس میں اہل ایمان ایک دوسرے کو گناہوں میں دھکیل رہے ہیں۔ اسی حوالہ سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّـذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا لَـهُـمْ عَذَابٌ اَلِيْـمٌ فِى الـدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰـهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُـمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾﴾[19]

ترجمہ: بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کو دردناک عذاب کی سخت وعید سنائی گئی ہے جو یہ کوشش کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بُرائی کی اشاعت ہو۔ اشاعت فحش ایک ایسا عمل ہے جس سے معاشرہ اور افرادِ معاشرہ سخت ترین مراحل سے گزرتے ہیں اور اس میں بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لیے بچوں کی تربیت میں والدین اس بات کا خیال رکھیں کہ بچے بے حیائی پھیلانے والے عناصر سے دور رہیں اور ایسے کاموں کی طرف راغب ہوں جن کا مقصد نیکی کی اشاعت ہو۔ بچے اوائل عمر میں ہی جو کچھ سیکھتے ہیں ساری زندگی اُسی پر عمل کرتے ہیں۔ جو بات ان کے ذہن میں ایک بار بیٹھ جاتی ہے پھر اس سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں ہوتا۔

والدین بچوں پر خاص نگاہ رکھیں کہ وہ موبائل پر کونسی ایپس استعمال کر رہے ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں۔ موجودہ دور میں انٹرنیٹ کا استعمال ہی سب کچھ کھول کر واضح کر دیتا ہے۔ اس میں اگر ایک بار بچہ کوئی ایسی چیز دیکھ لے جو بے حیائی، فحاشی اور عریانی پر مبنی ہو تو شیطان کی چال کامیاب رہتی ہے اور وہ مزید اسے ایسی تصاویر اور ویڈیوز کی طرف راغب کرتا ہے۔ جنسی عمل انسان کے لیے غذا کی طرح ضروری ہے اور بے حیائی کی وجہ سے اس کی طرف دھیان زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ بے حیائی کی وجہ سے معاشرہ تباہی و بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں جب بے حیائی عام ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے کسی ایک فرد پر اس کا اثر نہیں رہتا بلکہ معاشروں کی تباہی اور زوال کی ابتداء ہو جاتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

"إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔"[20]

ترجمہ: اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرے۔

اگر ایک انسان میں حیاء نہیں تو وہ جو چاہے مرضی کرتا رہے۔ اُس کی حدود حیاء کی وجہ سے ایک دائرے میں بند تھیں لیکن جب حیاء کے خاتمہ کے بعد وہ ان حدود کو توڑ دیتا ہے تو پھر وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ معاشرہ میں بھی یہی عمل ہے کہ جب کوئی بھی فرد حیاء اور شرافت کو برقرار رکھتا ہے تو وہ معاشرہ کا اچھا اور عظیم فرد گردانا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب وہ اُن حدود سے باہر آتا ہے تو اُس صورت میں معاشرہ کو ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے:

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْقَائِلُ الْفَاحِشَةَ، وَالَّذِي يُشِيعُ بِهَا، فِي الإِثْمِ سَوَاءٌ۔"[۲۱]

ترجمہ: علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے حیائی کہنے والا اور پھیلانے والا گناہ میں برابر ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو بھی بے حیائی کی بات کرے یا بے حیائی والی باتیں پھیلائے دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ سوشل میڈیا ایپس اور ان پر نشر ہونے والے گانے، فلمیں اور یہاں تک کہ ڈرامے بھی ایسے آرہے ہیں جو فحاشی اور بے حیائی کو پھیلا رہے ہیں۔ ایسے تمام عناصر پر حکومت کی طرف سے پابندی ہو یا حکومتِ وقت ان کی نگرانی کرے اور باقاعدہ تسلی کے بعد انہیں منظر عام پر لانے کی اجازت دے جس سے بے حیائی جیسے امور کا خاتمہ زیادہ سے زیادہ ہو۔ معاشرہ میں بے حیائی اور اس کے عناصر کی کمی اس وقت ہو گی جب باقاعدہ طور پر ان کے روک تھام کے لیے کوشش کی جائے گی۔ سب سے پہلے والدین بچوں کا گھر میں اس طرح خیال رکھیں کہ اُن میں ایسی عادات کی شروعات نہ ہوں جن سے معاشرہ برائی کی طرف راغب ہو۔ اُس کے ساتھ افراد معاشرہ ایک دوسرے پر نظر رکھیں اور دیکھیں کہ کہیں پہ کوئی بھی معاشرہ کا فرد بُرائی میں پڑ رہا ہو تو اس کی اصلاح کی جائے۔ بُرائی کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کی جڑیں نکلنا شروع ہوں تو کاٹ دی جائیں اگر جڑیں پختہ ہو جائیں تو انہیں کاٹنا انتہائی مشکل کام بن جاتا ہے۔

خلاصہ بحث:

جدید ٹیکنالوجی نے جہاں دنیا کو آپس میں جوڑ کر دوریاں ختم کر دیں تو اُنہی فوائد کے ساتھ نقصانات کا بھی ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سوشل میڈیا لوگوں کو آپس میں جوڑنے کا بہت مناسب ذریعہ ہے۔ اگر اس کے نقصانات کو دیکھا جائے تو بچے سوشل میڈیا کے مسلسل استعمال سے بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ بچوں میں احساس کمتری کے مسائل پیدا

ہو رہے ہیں۔اِس میں بچوں کی زندگیاں بڑوں کی نسبت زیادہ متاثر ہو رہی ہیں۔بچے جب دوسرے افراد کی زندگیوں میں ایسی سہولیات دیکھتے ہیں جو انہیں میسر نہیں تو وہ احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں اور ذہنی دباؤ میں چلے جاتے ہیں۔ایسے بچے جب ذہنی طور پر اُن دستیاب سہولتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو اس وقت والدین اور افرادِ معاشرہ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔سوشل میڈیا کا زیادہ استعمال وقت کے ضیاع کا ذریعہ ہے۔بچے اپنی پڑھائی، کھیل کود اور عبادات سے دور ہو کر سارا وقت سوشل میڈیا پہ گزار دیتے ہیں۔ایسا کرنے سے وقت کا ضیاع تو ہوتا ہی ہے ساتھ انسان اپنے فرائض ادا کرنے سے بھی رہ جاتا ہے۔اگر یہ سلسلہ روکا نہ جائے تو عادت بن جاتا ہے اور ایسی عادات فائدہ کی بجائے نقصانات پر مبنی ہوتی ہیں۔سماجی رابطوں کے یہ ذرائع جھوٹی اور من گھڑت کہانیوں، خبروں اور معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے حق چھپ جاتا ہے اور جھوٹ غالب آتا ہے۔اس سے ذہنی صحت خراب ہوتی ہے اور بچے خود اعتمادی سے محروم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

Refrences

۱۔القرآن24:30۔

1.**The Qur'ān** 24:30.

۲۔البخاری، محمد بن اسماعیل، امام بخاری، **الاداب المفرد**،(بیروت: دارالصدیق،1999ء)،باب: الحیاء، حدیث:1313،478۔

2.Al-Bukhārī,Muḥammad ibn Ismāʿīl (Imām al-Bukhārī).Al-Adab al-Mufrad. Beirut: Dār al-Ṣiddīq,1999.Bāb: *al-Ḥayāʾ* (Modesty), Ḥadīth no. 1313, p. 478.

۳۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام ترمذی، **سنن الترمذی**،(بیروت: دارالتاصیل،2016ء)، کتاب: الفتن، باب: مَا جَاءَ فِي عَلاَمَةِ حُلُولِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ، حدیث:2370، 3:299۔

3.Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā (Imām al-Tirmidhī).Sunan al-Tirmidhī. Beirut: Dār al-Taʾṣīl, 2016.Kitāb: *al-Fitan*, Bāb: *Mā Jāʾa fī ʿAlāmati Ḥulūl al-Maskh wa-l-Khasf*,Ḥadīth no. 2370, vol. 3, p. 299.

۴۔محمدی، انصار زبیر، **بچوں کی تربیت کیسے کریں؟**،(دہلی: مکتبہ نوائے اسلام،1999ء)،106۔

4. Muḥammadī, Anṣār Zubayr.Bacchon kī Tarbiyat Kaise Kareṅ?*(How to Train Children?)*Delhi: Maktabah-e-Nawā-yi Islām, 1999, p. 106.

۵۔القرآن24:31۔

5.The Qurʾān 31:24.

٦۔القشیری، مسلم بن الحجاج ، امام مسلم ، **صحیح مسلم**،(بیروت: دار التاصیل ،2017ء) ،کتاب: اللباس والزینة ،باب: النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات، حدیث:2184،5:496-497۔

6. Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj (Imām Muslim).Ṣaḥīḥ Muslim. Beirut: Dār al-Taʾṣīl, 2017.Kitāb: *al-Libās wa-l-Zīnah*,Bāb: *al-Nisāʾ al-Kāsiyāt al-ʿĀriyāt al-Māʾilāt al-Mumīlāt*, Ḥadīth no. 2184, vol. 5, pp. 496–497.

۷۔القرآن49:13۔

7.The Qur'ān 49:13.

۸۔ ندوی، **فیصل احمد، بھٹکلی، بچوں کے احکام ومسائل**،(لکھنؤ:ادارہ احیاے علوم ودعوت، مئی 2011ء)، 183۔

8. Nadwī, Fayṣal Aḥmad Bhaṭkalī.Bacchon ke Aḥkām wa Masā'il *(Rules and Issues Concerning Children).*Lucknow: Idārah-e-Iḥyā'-e-ʿUlūm wa Daʿwah, May 2011, p. 183.

۹۔ القزوینی، محمد بن یزید، امام ماجہ، **سنن ابن ماجہ**،(بیروت: دارالتاصیل،2014ء)، کتاب:الحدود،باب: من ادعى إلى غير أبيه أو تولى غير مواليه ،حدیث:2620، 3:34۔

9. Al-Qazwīnī, Muḥammad ibn Yazīd (Imām Ibn Mājah). Sunan Ibn Mājah. Beirut: Dār al-Taʾṣīl, 2014.Kitāb: *al-Ḥudūd*,Bāb: *Man Iddaʿā ilā Ghayr Abīhi aw Tawallā Ghayr Mawālīhi*,Ḥadīth no. 2620, vol. 3, p. 34.

۱۰۔ القرآن16:105۔

10.The Qur'ān 16:105.

۱۱۔ القرآن49:6۔

11.The Qur'ān 49:6.

۱۲۔ القرآن52، 21۔

12.The Qur'ān 52:21.

۱۳۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، امام بخاری، **الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه و أيامه**،(بیروت: دارالتاصیل،2012ء) ،کتاب: الْبُيُوعِ، باب: بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ،حدیث:2235، 240:3۔

13. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl (Imām al-Bukhārī).Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī). Beirut: Dār al-Taʾṣīl, 2012.Kitāb: *al-Buyūʿ*,Bāb: *Bayʿ al-Taṣāwīr allatī laysa fīhā Rūḥ wa Mā Yukrahu min Dhālik*,Ḥadīth no. 2235, vol. 3, p. 240.

۱۴۔ محمد زاہد زکریا، **اسلام میں تصویر کا حکم**،(لاہور: حدیبیہ پبلیکیشنز، جولائی 2003ء)، 18-19۔

14. Muḥammad Zāhid Zakariyyā.Islām meṅ Taṣwīr kā Ḥukm *(The Ruling of Images in Islam).*Lahore: Ḥudaybiyyah Publications, July 2003, pp. 18–19.

۱۵۔ السجستانی، سلیمان بن الاشعث، امام ابی داوٗد، **سنن ابی داوٗد**،(بیروت: دارالتاصیل،2015ء)امام ابی داوٗد، سنن ابی داوٗد، کتاب: اللباس، باب:فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ)، حدیث:4064، 6:309-310۔

15. Al-Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ashʿath (Imām Abū Dāwūd).Sunan Abī Dāwūd. Beirut:Dār al-Taʾṣīl, 2015.Kitāb: *al-Libās*,Bāb: *Fī Qawlihi Taʿālā: "Wa Qul lil-Muʾmināti Yaghḍuḍna min Abṣārihinna"*, Ḥadīth no. 4064, vol. 6, pp. 309–310 .

۱۶۔ عزیر احمد، ابو درداء، **بچوں کی تربیت اور اس کے بنیادی اصول**،(جمشید پور: مکتبہ العراق، فروری 2020ء)، 87۔

16. Azīr Aḥmad Abū al-Dardā'.Bacchon kī Tarbiyat aur Us ke Buniyādī Uṣūl *(Child Training and Its Fundamental Principles).*Jamshedpur: Maktabah-e-al-ʿIrāq, February 2020, p. 87.

۱۷۔ الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**،(بیروت: موسوعۃ الرسالۃ،1995ء)، حدیث:2875، 11:462۔

17. Al-Shaybānī, Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal. Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal. Beirut: Mawsūʿat al-Risālah, 1995.Ḥadīth no. 2875, vol. 11, p. 462.

۱۸۔ منیب، اُمِ عبد، **صنف مخالف کی مشابہت ایک مہلک بیماری**،(لاہور: دار الکتب السلفیہ، 2013ء)، 18-19۔

18. Munīb, Umm ʿAbd.Ṣinf-e-Mukhalif kī Mushābahat: Ek Muhlik Bīmārī *(Imitating the Opposite Gender: A Destructive Disease).*Lahore: Dār al-Kutub al-Salafiyyah, 2013, pp. 18–19.

۱۹۔ القرآن19:24۔

19.The Qur'ān 24:19.

۲۰۔ امام بخاری،**الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه**،کتاب : الأدب،**باب:** إذا لم تستحي فاصنع ما شئت، **حدیث:**6124، 8:81۔

20. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl (Imām al-Bukhārī).Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī).Kitāb: *al-Adab,*Bāb: *Idhā lam Tastaḥī fa-ṣnaʿ mā shiʾta,*Ḥadīth no. 6124, vol. 8, p. 81.

۲۱۔ ایضاً، **الاداب المفرد**، **باب:** من سمع بفاحشة فأفشاها ، **حدیث:**324، 116۔

21.Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl (Imām al-Bukhārī). Al-Adab al-Mufrad.Bāb: *Man Samiʿa bi-Fāḥishah fa-Afshāhā,*Ḥadīth no. 324, p. 116.